حج میں استطاعت کا مسئلہ

محمد خالد مسعُود

مقامات مقدسه کا سفر تقریباً تمام ادیان میں مذهبی حیثیت سے شامل رها هے لیکن اکثر لوگ سفر کی مشقت کے علاوہ صعوبت کی مزید صورتیں اختیار کر لیتے تھے اور انھیں دینی حیثیت دے کر اجر و ثواب کا سبب قرار دے لیتے تھے ۔ سارا راسته پیدل چل کر جاتے ، ننگے بدن اور ننگے پاؤں چلتے ، زادِ راہ کے بغیر چلتے ، راستے میں بیمار پڑتے ، بھیک مانگتے ، اور ان سب اضطراری اور اختیاری تکلیفوں کو ثواب کا ذریعه سمجھتے تھے ۔

اسلام سے پہلے عرب کے جاهلی حج میں بھی ایسے هی رسم و رواج جاری تھے ۔ حضرت عکرمه حضرت عباس سے روایت کرتے هیں که یمن کے لوگ حج کے لئے آتے تو کوئی زادِ راہ لے کر نہیں چلتے تھے ۔ کہتے تھے هم تو توکل پر عمل کر رهے هیں ۔ چنانچه جب یه لوگ مکے میں آتے تو لوگوں سے بھیک مانگتے ۔ اسی پر آیت نازل هوئی وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (زادَ راہ لے کر چلو اور سب سے بہتر زادِ راہ تقوی اور پرهیزگاری هے ۔ (۱)

شیخ عبدالحق محدث دهلوی اس آیت کی تفسیر میں اس تعبیر کی طرف اشاره کرتے هوئے فرماتے هیں „ ممکن هے که اس سے یه مراد هو که سفر حج کے لئے کچھ زادِ راہ لے کر چلا کرو اور اس

قدر زادِ راہ بہتر ہے کہ جس سے سوال سے بچـو ۔ چنانچہ اس کے شانِ نزول میں منقول ہے کہ یمن کے لوگ بغیر زادِ راہ کے سـفر حج کرتے تھے اور خـرچ ساتھ لینا مکروہ جانتے تھے ، پھر سوال کر کے حاجیوں کو دق کرتے تھے ،، (۲)

اسـلام رحمت اور فـلاح انسانیت کا دین ہے ۔ اس نے عبادت کے ہر ایسے تصـور کو ناپسندیدہ قرار دیـا جس میں خود کو یا دوسروں کو تکلیف دینا دین سمجھا جاتا ہو ۔ اللہ تعالی بندوں کو صرف اسی حد تک مکلّف اور ذمہ دار ٹھہراتا ہے جس حد تک ان میں طاقت و وسعت ہو ۔ وہ طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا (لاَیُکَلِّفُ اللّٰهُ اِلاَّ وُسْعَهَا) (سورہ بقرہ : ۲۸٦) چنانچہ اسلام نے وہ تمام طریقے ختم کر دیئے جن میں محض ایذائے نفس کو عبادت سمجھا جاتا ہو ۔ عـلماء نے اس کی وضاحت بھی کر دی کہ عبادات میں جو مشقت و تکلیف اضطراری حـد تک شامل ہے وہ خود مقصود نہیں ۔

یہ اصول (یعنی الدین یسد) شریعت الٰہی کے تمام احکام میں کارفرما ہے لیکن زمانہ جاہلیت کے حج میں چونکہ اس کی خـلاف ورزی بے حـد تکلیف دہ تھی اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر اس کی خصوصی طـور پر بیخ کنی نہ کی گئی تو عـبادات کا اسـلامی تصور بھی جاہلی تصور کی نذر ہـو جائے گا اس لئے اللہ تعالی نے حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے استطاعت کے اُصول کا خاص طور پر ذکر کیا ۔ ارشاد ہوا ۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيهِ سَبِيْلاً ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ (۳)

(لوگوں پر اللہ کا یہ حق ھے جو اس گھــر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ھو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معــلوم ھو جانا چاہئیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ھے)

چنانچہ حج کے لیے استطاعت بنیادی شرط قرار پائی ـ لیکن استطاعت کا مفہوم زمانے کے حالات کے ساتھ بدلتا رھتا ھے اس لئے استطاعت حج کے بنیادی مباحث پر نظر ڈالنا ضروری ھے ـ ذیل کی سطور میں ھم استطاعت کے لغوی معنی کے بعد قرآن ، تفسیر ، حدیث اور فقہ کی روشنی میں استطاعت حج کا بنیادی مفہوم متعین کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ اس کی روشنی میں آج کے حالات میں اســتطاعت کے معانی اور اس کے اطلاق کے تعین میں مدد مل سکے ـ

استطاعت ـ لغوی معانی

„ استطاعت " کا اصل مادہ „ طوع " ھے جس کے معنی حکم بجالانے اور ارادی اطاعت کے ھیں (۴) طــوع باب استفعــال میں اســتطاعت ھــو کر „ طاقت " اور „ قــدرت " کے مترادف ھو جــاتــا ھے ـ تاھــم عــلمــائے لغت نے استطاعت کے مفہوم کو „طاقت " اور „ قدرت " سے ممــیز کیا ھے ـ امــام جوھری نے „استطاعت " کو „ طاقت " کے ھم معنی قــرار دیا ھے ـ لیــکن ابن بری نے دونــوں کے فــرق کو واضــح کــرتے ھوئے کہا ھے کہ استطاعت کا مفہوم انسان کے لئے خــاص ھے جب کہ „ طاقت " کا لفظ انسان اور حیوان دونوں کے لئے استعمال ھوتا ھے (۵) زبیدی (صاحب تاج العــروس) نے بھی اس کی تائید کی ھے اور عمرو بن

معدیکرب کا شعر نقل کیا ھے ـ (٦)

اذا لم تستطع امراً فدعه وجاوزه الی ما تستطیع

امام راغب اصفہانی (۵۰۲ ھ) نے استطاعت کے مفہوم پر تفصیلی بحث کی ھے (۷) انھوں نے استطاعت کی تعریف یوں کی ھے „ یہ ایسی چیز کی موجودگی کا نام ھے جس سے فعل عمل میں آتا ھے ـ .. امام راغب کے نزدیک استطاعت کا مفہوم „ قدرت „ سے بھی خاص ھے ـ استطاعت کے مفہوم میں چار ایسے عناصر شامل ھیں جن کی موجودگی سے انسان اس فعل کو کرنے کے قابل ھو جاتا ھے جس کا ارادہ کر رھا ھوتا ھے ـ (۱) فاعل کا مخصوص ارادہ (۲) فعل کا تصور (۳) فعل کو عمل میں لانے کے لئے مادہ کی استعداد (۴) آلہ فعل . ان چاروں چیزوں کے موجود ھونے پر ھی فعل عمل میں آ سکتا ھے اور یہ بات „ قدرت „ کے مفہوم میں شامل نہیں ـ چنانچہ اسی لئے „ استطاعت „ کی ضد „ عجز „ ھے اور „ قدرت „ کی „ ضعف „

استطاعت کے اس لغوی مفہوم کی روشنی میں استطاعت حج کے لئے بھی ان چار عناصر کی موجودگی ضروری سمجھی جائے گی ـ ان میں پہلے دو یعنی فاعل کے ارادے اور فعل کے تصور کے بارے میں تو کسی بحث کی گنجائش نہیں البتہ آخری دو کے بارے میں اکثر خلط مبحث رھتا ھے ـ ان ھی دو کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ارشادات میں اور فقہا کو اپنی تشریحات میں بار بار وضاحت کرنی پڑی ـ

قرآن کریم اور تفاسیر

قرآن کریم میں استطاعت کا لفظ کئی جگہ استعمال ہوا ہے تاہم اس مضمون کی نسبت سے سورہ آل عمران کی آیت وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا بنیادی اهمیت کی حامل ہے اس ضمن میں ہم چند اہم مفسرین کی تشریحات پیش کرتے ہیں۔

مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں دو مباحث کو مدنظر رکھا ہے اولاً استطاعت اور سبیل کے معانی کیا ہیں دوم آیا من استطاع الیه سبیلا ، وللہ علی الناس حج البیت کا بدل ہے ؟

استطاعت اور سبیل

حضرت عمر ، ابن بشار ، عمرو بن دینار ، ابن عباس ، عطاء ، سعید بن جبیر اور حسن بصری رضی اللہ عنہم نے سبیل کے معنی زادِ راہ اور سواری کے لئے ہیں (۸)۔ ابن عباس نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا : " سبیل سے مراد ہے کہ آدمی تندرست ہو اس کے پاس راستے کا خرچ ہو اور سواری ہو " (۹)

حضرت عکرمہ کے نزدیک سبیل سے مراد صحت اور تندرستی ہے(۱۰)

ابن زید کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ آدمی کے پاس خرچ جسم اور سواری تینوں کی طاقت ہو۔ حتی کہ اگر وہ جسمانی طور پر اتنا کمزور ہے کہ چل نہیں سکتا تو اس پر حج واجب نہیں اگرچہ مالی طور پر وہ مضبوط کیوں نہ ہو۔

مفسرین کی ایک جماعت نے آیت میں لفظ استطاعت کا مطلب یہ لیا ہے انسان بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو ، چاہے پیدل پہنچے چاہے سواری پر ، تاہم ان کے نزدیک دوسرے

موانع کی موجودگی (مثلاً راستے میں دشمن ھو یا پانی کی قلت ھو) استطاعت کو زائل کر دیتی ھے ۔ یہ مفہوم ابن زبیر ،ضحاک عطاء ، عامر اور حسن نے لیا ھے (۱۱) ۔

امام شافعی نے استطاعت کی دو قسمیں قرار دی ھیں اور اس ضمن میں سنت کے ساتھ ساتھ اجماع سے بھی دلیل لی ھے ۔ ان کے نزدیک ایک استطاعت یہ ھے کہ آدمی خود اس قابل ھو کہ وہ سواری پر چڑھ سکے اور آنے جانے کا خرچ اس کے پاس ھو ۔ دوسری استطاعت یہ ھے کہ وہ اتنی مالی استطاعت رکھتا ھو کہ کسی دوسرے کو حج پر بھیج سکے ۔ (۱۲)

ابن القاسم ، اشھب اور ابن وھب امام مالک سے روایت کرتے ھیں کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ اس کا حکم لوگوں کی طاقت اور آسانی کے اعتبار سے ھے ۔ اشھب نے سوال کیا ، کیا اس سے مراد زادِ راہ اور سواری ھے ؟ فرمایا نہیں خدا کی قسم یہ محض لوگوں کی طاقت پر ھے کبھی ایسا بھی ھوتا ھے کہ راستے کا خرچ بھی ھوتا ھے اور سواری بھی لیکن آدمی میں چلنے پھرنے کی قوت نہیں ھوتی (۱۳) ۔

استطاعت کے مفہوم کی ان مختلف تعبیرات سے فقہی حکم کیا حاصل ھوتا ھے اس سے تو ھم بعد میں بحث کریں گے البتہ ان کے خلاصے کے طور پر یہ کہا جا سکتا ھے کہ صحابہ ، تابعین اور مفسرین کے نزدیک استطاعت کے مفہوم میں مندرجہ ذیل امور شامل ھیں :-

(۱) جسمانی استطاعت (۲) مالی استطاعت (آنے جانے کا

خرچ)

(۳) سفر کے وسائل (۴) راستے کا امن

استطاعت فرضیت کی شرط

اکثر مفسرین کے نزدیک من استطاع الیه سبیلا ، الناس کے بدل کے طور پر استعمال ہوا ہے ۔ امام طبری (۳۱۰ ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے : ۔

„ قول باری تعالی من استطاع میں „ من „ „ الناس „ کے بدل کے طور پر استعمال ہوا ہے ۔ کیونکہ اس آیت کا مفہوم یوں ہے للهِ علی من استطاع من الناس سبیلا الی حج البیت حجه (لوگوں میں سے جسے حج بیت الله تک سبیل کی استطاعت ہو اس پر الله کی جانب سے حج فرض ہے) ۔ چونکہ آیت میں اس سے قبل „ الناس „ کا ذکر „ من „ سے پہلے ہو چکا تھا اس لئے من استطاع الیه سبیلا کہہ کر اس کی وضاحت کر دی گئی که ان مذکورہ لوگوں پر ہی حج فرض ہے ۔ کیونکه یه فرضیت سب کے لئے نہیں بلکه بعض کے لئے ہے „ ۔ (۱۴)

امام بیضاوی (۶۹۱ ھ) نے بھی من استطاع الخ کو الناس کا بدل اور مخصص بیان کیا ہے ۔ اس کی دلیل میں وہ ان مختلف احادیث کا حواله دیتے ہیں جن میں استطاعت کے معنی زادِ راہ اور سواری بیان کئے گئے ہیں ۔ مزید برآں انہوں نے امام ابو حنیفه ، امام شافعی اور امام مالک کے اقوال سے بھی استدلال کیا ہے جو اس تخصیص کے قائل ہیں ۔ چنانچه بیضاوی کے نزدیک آیت کا مفہوم یه ہے که حج صرف اسی پر فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو (۱۵)

ابو بکر ابن عــربی (۵۴۳ ھـ) نے بھی یہی مــوقف اختیار کیا ھے ۔ انھوں نے البتہ مالکی علماء کے حوالے سے حدیث خوزی (اس کا ذکر بعد میں آئے گا) کی صحت میں شک کیا ھے کیــونکہ اگر یہ حدیث صحیح ھو تو آیت میں عموم آ جائے گا اور تمام لوگوں پر حج فــرض سمجھا جائے گا خالانکہ لوگوں کی اکثریت دور دراز ملکوں میں رھتی ھے اور ھر ایک کی اســتطاعت یکســاں نہیں ھو سکتی ۔ فرماتے ھیں اگر صرف زادِ راہ اور سواری کی شرط ھو تو مریض اور معضوب پر (یعنی ایسا کمزور آدمی جو سواری پر چڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ھو) حج فرض ھو جاتا لیکن امت کا اجماع ھے کــہ ان پر حج فرض نہیں کیونکہ انھیں حج کی استطاعت نہیں (١٦)

خلاصہ کلام یہ کــہ مفســرین کی اکثریت کے نزدیک اس آیت کا اطلاق عمومی نہیں ھے بلکہ اس کا اطلاق صرف ان پر ھوتا ھے جو استطاعت رکھتے ھوں ۔ استطاعت کے معانی کے تعین میں البــتہ ان کے ھاں اختلاف ھے اور اس کی بنیاد وہ احادیث و آثار ھیں جــن سے مفسرین اور فقہاء نے استدلال کیا ھے ۔

احادیث

اس مضمون کی احادیث دراصل متن کے اعتبار سے صرف دو ھیں جو مختلف طرق سے بیان ھوئی ھیں اور انھیں ترمذی بیہقی ، ابن ماجہ اور شافعی وغیرہ نے روایت کیا ھے ۔ ان میں سے ایک حضرت ابن عمر سے روایت ھے اور دوسری حسن بصری نے مرســلاً روایت کی ھے ۔ ابن عمــر والی حدیث کی ایک روایت کی اســناد میں ابراھیم بن یزید الخوزی آتے ھیں اس لئے اکثر یہ حدیث خوزی کے

نام سے معروف ھے ـ

سنن بیہقی کے مطابق سفیان نے ابراھیم بن یزید الخوزی سے اور انھوں نے محمد بن عباد بن جعفر سے اور انھوں نے ابن عمر سے روایت کیا ـ

قال : قیل یا رسول اللہ ما السبیل الی الحج ، قال : السبیل : اَلـزَّادُ والرّاحِلَۃُ (۱۷)

(فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ حج کی سبیل سے مراد کیا ھے ؟ فرمایا سبیل سے مراد راستے کا خرچ اور سواری ھے)

بیہقی نے یہ بھی ذکر کیا ھے کہ علمائے حدیث کے نزدیک ابراھیم بن یزید الخوزی ضعیف ھے اور اس کی روایت قبول کرنے سے منع کیا گیا ھے ـ (۱۸) تاھم جہاں تک متن حدیث کا تعلق ھے وہ دوسرے طریقوں سے بھی مروی ھے جس سے اسے تقویت ملتی ھے ـ ابن ترکمانی (۷۴۵ ھ) نے اس پر تبصرہ کرتے ھوئے بیہقی کی تنقید کو مبالغہ قرار دیا ھے (۱۹)

دوسری حدیث حضرت حسن بصری نے رسول اللہؐ سے مرسلاً روایت کی ھے :ـ

سئل النبی عن السبیل : قال: اَلـزَّادُ و الرّاحِلَۃ (۲۰)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سبیل کے بارے میں دریافت کیا گیا فرمایا : راستے کا خرچ اور سواری)

ان احادیث کی تائید ایک اور حدیث سے ھوتی ھے جو حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت ھے :ـ

قال : قال رسول الله من ملک زاداوراحــلة فلم یحج ، مات یهودیا او نصرانیا (۲۱)

(فرمایا ـ رسول الله کا ارشــاد هے که جس کی ملکیت مین زادِ راه اور سواری هوئی لیــکن پھــر بھی حج نہیں کیا تو وه یہودی یا عیسائی هو کر مرا) ـ

بعض محدثین نے ان احادیث کے اطلاق میں غلو کیا اور دیگر امور کو نظر انداز کرتے هوئے استطاعت کے مفہوم کو صرف زادِ راه اور سواری تک محدود کرنے کی کوشش کی اس پر اکثر مفسرین اور فقہا نے ان سے اختلاف کیا (۲۲) اور اس کا ایسا مفہوم متعین کرنے کی کــوشش کی جــوهر علاقے اور زمانه کے مسلمان پر صادق آسکے۔

ففقہــاء کی آراء

مالکی فقہاء

مالکی فقہا نے استطاعت کی فقہی تعریف یوں کی هے :ـ

امکان الوصول الی مکة بلامشقة عظمت و امن علی نفس ومال (۲۳)

(اس سے مرادکســی بڑی مشقت کے بغیر مکه تک مال اور جان کی سلامتی کے ساتھ پہنچنا هے)

مالکی فقہا کے هاں اس بات پر اختلاف هے که استطاعت حج کی فرضیت کا سبب هے یا شرط (۲۳) اور پھر جــو اس کے شرط هونے کے قائل هیں ان میں اس بات پر اختلاف هے که یه شرط وجوب هے یا شرط صحت ـ

ابن خلیل کے نزدیک استطاعت وجوب حج کا سبب هے لیکن ابن

بشیر ، ابن شاس ، ابن حاجب ، ابن عرفه اور دیگر مالکی فقہا کے نزدیک استطاعت وجوب کی شرط ھے (۲۵)

استطاعت سے مراد کونسی چیزیں ھیں ؟

ابن رشد نے کہا که اس میں کوئی اختلاف نہیں که استطاعت سے مراد جسمانی اور مالی استطاعت اور راستے کا پرامن ھونا ھے۔ البته امام مالک کے نزدیک اگر پیدل چل کر پہنچنا ممکن ھو تو سواری شرط نہیں اور اگر راستے میں روزی حاصل کرنے کا ذریعه ھو تو زادِ راہ بھی شرط نہیں خواہ بھیک مانگ کر ھی کرے (۲٦)

مالکی فقہا نے اگرچه امام مالک سے اصولاً اتفاق کیا ھے یعنی ان کے نزدیک بنیادی شرط مکے تک پہنچنا ھے سواری اور زادِ راہ بنیادی شرط نہیں تاھم زادِ راہ کی توجیه میں انھوں نے امام مالک سے اختلاف کیا ھے ۔ چنانچه حطاب نے مالکی فقہا کی آراء بیان کرتے ھوئے لکھا ھے که مالی استطاعت سے مراد سفر حج کے دوران گھر سے غیرحاضری کے عرصے میں بیوی بچوں کے اخراجات اور گھر کے اثاثے کے علاوہ مکه معظمه تک آنے جانے اور راستے کے خرچ کی استطاعت ھے (۲۷)

صرف یہی نہیں ابن القصار کے نزدیک اگر کوئی ظالم سلطان حج پر جانے کے لئے ایک مخصوص رقم بطور ٹیکس داخل کرنے کا حکم جاری کر دے تو مذکورہ بالا اخراجات کے علاوہ اس رقم کی استطاعت بھی شامل ھو گی ۔ اگر اتنی استطاعت نه ھو تو حج واجب نہیں ھو گا (۲۸)

شافعی فقہا

امام شافعی اصولاً اس کے قائل ھیں که اگر قرآن کی کوئی آیت مجمل ھو اور سنت میں اس کی تفسیر ملتی ھو تو قرآنی آیت کی اس تفسیر سے انکار ناممکن ھے (۲۹) چنانچه احادیث میں زادِ راہ اور سواری کی جو شرط بیان ھوئی اسے امام شافعی نے اپنے استدلال کی بنیاد ٹھہرایا ھے ۔ اس کے علاوہ ایک اور حدیث سے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نے ایک صحابیه کو اپنے معذور والد کی جانب سے حج کرنے کی اجازت دی (۳۰) امام شافعی استطاعت کی دوسری صورت کی دلیل لاتے ھیں ۔

چنانچه امام شافعی کے نزدیک استطاعت دو طرح کی ھے
(۱) ذاتی استطاعت (۲) نیابت کی استطاعت

ایک صورت یه که ایک شخص کو جسمانی اور مالی استطاعت ھے تو اس پر فرض ھے که وہ خود حج کرے ۔

دوسری صورت یه ھے که مالی استطاعت تو ھے لیکن جسمانی استطاعت نہیں یعنی وہ سواری پر خود چڑھ اتر نہیں سکتا ۔ لیکن اگر وہ یه قدرت رکھتا ھے که کسی کو اپنی جگه بھیج سکے تو اس کے لئے ضروری نہیں که وہ خود حج پر جائے (۳۱) لیکن اگر اسے یه قدرت بھی نہیں تو اس پر حج فرض نہیں (۳۲)

مغنی المحتاج میں ذاتی استطاعت کی چار شرطیں بیان کی گئی ھیں ۔

(۱) اتنا زادِ راہ جو اس کے سارے سفر کے لئے کافی ھو ۔
(۲) سواری

(۳) راستے کا امن (۴) سواری پر کسی کی مدد کے بغیر چڑھنے کی طاقت (۳۳)

حنبلی فقہاء

حنابلہ کے ہاں بھی مباحث تقریباً وہی ہیں جو شوافع کے ہاں ہیں اس لئے ان پر الگ سے بحث کی ضرورت نہیں۔

حنفی فقہاء

احناف کے ہاں استطاعت وجوب حج کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ تاہم حنفی فقہاً اور اصولیوں میں ایک خفیف سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اصولیین کے نزدیک استطاعت وجوب کی شرط نہیں بلکہ وجوب اداء کی شرط ہے۔ اس کے برعکس فقہاء کے نزدیک استطاعت اصل وجوب کی شرط ہے (۳۴)

حنفیہ کے نزدیک استطاعت کا مطلب ہے :-

والقدرة على الزاد و الراحلته يشترط ان يكون فاضلاً عن المسكن وعمالا لابُدّ بدمنه كالخادم واثاث البيت و ثيابه لان هذه الاشياء مشغولة بالحاجة الاصليه ويشترط ان يكون فاضلاً عن نفقة عياله الى حين عوده (۳۵)

(استطاعت میں جو زادِ راہ اور سواری کی قدرت مراد ہے اس کی شرط یہ ہے کہ یہ مالی استطاعت گھر اور اس کے ضروری اخراجات مثلاً خادم ، گھر کا سامان اور کپڑے وغیرہ کے علاوہ ہو کیونکہ یہ اشیاء بنیادی ضرورتوں میں شمار ہوتی ہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ یہ استطاعت اس کی واپسی تک بیوی بچوں کے اخراجات کے علاوہ ہو۔

ابن عابدین شامی نے استطاعت میں تندرستی ، راستے کا امن اور محرم کو ادائیگی کی شروط قرار دیا ھے (۳۶)

کاسانی نے استطاعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ھے کہ مریض ، معذور ، اپاھج ، مفلوج اور ایسے بوڑھے پر جو خود سواری پر نہ چڑھ سکتا ھو ، حج فرض نہیں ھے (۳۷)

فتاویٰ عالمگیری میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ھے : ۔

„ توشہ اور سواری کے مالک ھونے سے یہ مراد ھے کہ اس کے پاس اپنی حاجت سے زیادہ مال ھو ۔ یعنی رھنے کے مکان ، لباس ، خادم اور گھر کے اسباب کے سوا اس قدر سرمایہ ھو کہ سواری پر مکہ کو جاوے اور آوے ۔ پیادہ چلنے کا اعتبار نہیں اور وہ اس کے قرض کے سوا ھو اور اپنے لوٹ کر آنے کے وقت تک اس سرمایہ کے علاوہ اپنے عیال کا خرچ اور مرمت مکان وغیرہ کا صرف دے سکے (۳۸)

منجملہ ان (شرائط) کے بدن کی سلامتی ھے ۔ اپاھج پر حج واجب نہیں ۔ اسی طرح وہ بوڑھا جو سواری پر بیٹھ نہیں سکتا اس پر بھی حج واجب نہیں اور مریض کا بھی یہی حکم ھے (۳۹)

خلاصہ مباحث

استطاعت کے مفہوم کی مندرجہ بالا بحث سے مجموعی طور پر مندرجہ ذیل نتائج برآمد ھوتے ھیں : ۔

(۱) حج صرف اسی پر فرض ھے جسے استطاعت ھو اور اسی وقت فرض ھو گا جب استطاعت ھو گی ۔

(۲) حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ھے ۔

(۳) استطاعت کے مفہوم میں مندرجہ ذیل امور شامل ھیں اگر

یہ نہ ہوں تو حج فرض نہیں ہو گا :۔

ا) جسمانی استطاعت :۔ جسمانی طور پر آدمی اتنی طاقت رکھتا ہو کہ بغیر کسی خاص مشقت کے سفر کر سکے اور مناسک حج ادا کر سکے ۔ چنانچہ مریض ، معذور ، اپاھج ، مفلوج ، ضعیف العمر اور ایسے لوگوں پر جو جسمانی طور پر دوسروں کے محتاج ہوں حج فرض نہیں ۔

ب) محرم :۔ بعض فقہا کے نزدیک چونکہ عورتیں بھی معذوری کی اس تعریف میں شامل ہوتی ھیں ۔ جن کی بنا پر وہ سفر میں دوسروں کی محتاج ہوتی ھیں ۔ اس لئے عورتوں کے ساتھ محرم کا ہونا استطاعت کے لئے شرط ھے چنانچہ اگر محرم ساتھ نہیں تو حج ساقط ہو جائے گا ۔

ج) مالی استطاعت :۔ مالی طور پر آدمی کو اتنی استطاعت ہو کہ گھر سے بیت اللہ تک آنے جانے کا کرایہ ، راستے کا سفر قیام کا خرچ ، گھر کے اخراجات اور بیوی بچوں کے اخراجات سب کے لئے کافی سرمایہ موجود ہو ۔ اگر اتنی استطاعت نہیں تو حج فرض نہیں ہو گا ۔ یہ وضاحت بھی کر دی گئی ھے کہ یہ استطاعت قرض سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اگر کسی کے ذمے قرض ہو تو استطاعت کا فیصلہ اس کی ادائیگی کے بعد کیا جائے گا ۔

د) راستے کا امن :۔ فقہا کے نزدیک اگر راستے میں امن نہ ہو۔ جنگ چھڑی ہوئی ہو ، دشمن کا علاقہ راستے میں پڑتا ہو ، سفر میں مال و جان کا خطرہ ہو تو یہ صورت حال عدم استطاعت شمار ہو گی ۔

جدید مسائل

گذشتہ بحث سے معلوم ہوا کہ استطاعت کا بنیادی اُصول یہ ہے کہ شرعی احکام میں انسان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہرایا جاتا بلکہ ایسی صورت پیش آئے کہ کسی حکم کی بجاآوری طاقت سے باہر ہو تو اس حالت میں وہ حکم واجب نہیں رہتا ۔ مختلف زمانوں میں فقہا اور مفسرین نے استطاعت حج کی جو تعبیریں اور تعریفیں کیں بلکہ " زاد " اور " سواری " کے علاوہ " محرم " اور " راستے کے امن " کی شرائط کا جو اضافہ کیا اس میں یہی اصول ان کے پیش نظر تھا ۔ ان فقہاء کے زمانے کے مقابلے میں آج کے حالات بالکل بدل گئے ہیں لہذا استطاعت کے معانی اور تقاضوں میں بھی تبدیلیاں ہونا لازمی ہیں ۔ چنانچہ اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے کہ استطاعت کے معانی پر نئے حالات کی روشنی میں غور کیا جائے ۔

دور جدید میں جو بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں ان میں سے بعض تو محسوس اور واضح قسم کی ہیں جن کا حج کے سفر اور اس کے انتظامات پر اثر پڑنا لازمی ہے ۔ مثلاً ذرائع آمدورفت پہلے کی نسبت کہیں بہتر ہیں لیکن اس کی وجہ سے سفر خرچ میں بھی اضافہ ہو گیا ہے ، آبادی میں اضافے کی شرح بھی پہلے سے کہیں زیادہ ہے اس کی وجہ سے ہر سال حاجیوں کی تعداد میں اضافہ ہونا لازمی ہے ، اسی طرح زمانہ قدیم کے مقابلے میں ملکی سکوں کی کھپت کا دائرہ بالکل محدود ہے اس لئے بیرون ملک اخراجات کے لئے زرمبادلہ کی ضرورت پڑتی ہے ۔ یہ ایسی

تبدیلیاں ھیں جو بہت واضح قسم کی ھیں اس لئے ان کے اثرات کو تسلیم کرنے میں ھمیں کوئی تذبذب نہیں ۔

کچھ تبدیلیاں ایسی ھیں جو غیرمحسوس قسم کی ھیں تاھم ان کے اثرات استطاعت کے مفہوم پر براہ راست پڑتے ھیں لیکن چونکہ ان تبدیلیوں کا ھمیں احساس نہیں اس لئے ان کے اثرات کو قبول کرنے میں ایک طرح کی ھچکچاھٹ ھے ۔ ھم ان کے بارے میں مختصرًا کچھ عرض کریں گے ۔

ان تبدیلیوں میں سے ایک استطاعت کا نیا تصور ھے جس میں انفرادی استطاعت کے ساتھ ساتھ ملک کی مالی استطاعت کا پہلو بھی سامنے آتا ھے ۔ یہ تصور حکومت کے جدید تصورات اور تقاضوں کے تحت اُبھرا ھے ۔ آج کے دور میں شہریت کی تعریف اور شہریوں کے حقوق و فرائض کے تعین میں نہایت اھم تبدیلیاں آئی ھیں ۔ نئے تصورات کے تحت اپنے شہری کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری ملک کے اندر ھی نہیں ملک کے باھر بھی حکومت پر عائد ھوتی ھے ۔ اس لئے انتظامات حج حکومت کے فرائض میں داخل ھوتی ھیں ۔ اس کے ذمے ھے کہ وہ سفر حج کو بہتر سے بہتر بنائے ۔ سفر کے وسائل مہیا کرے ۔ راستے میں پڑنے والے ملکوں خصوصاً سعودی عرب میں ان کے داخلے اور قیام کی رسمی شرائط کو پورا کرنے میں مدد دے وھاں قیام و طعام کی آسائشیں فراھم کرنے میں مدد کرے ۔ اس طرح وہ ایک طرف حاجیوں کی دیکھ بھال کی ذمہ دار ھوتی ھے اور دوسری طرف دوسری حکومتوں سے اپنے حاجیوں کی صحت " تندرستی " حفاظت اور

دیکھ بھال کے لئے مراعات حاصل کرتی ہے ان کے ساتھ اس سلسلے میں تعاون کی پابند ہوتی ہے ۔ ظاہر ہے ان تمام انتظامات کے لئے حکومت کو بڑے پیمانے پر اخراجات کرنے پڑتے ہیں ۔ ان اخراجات میں زیادہ تر زرمبادلہ کی ضرورت پڑتی ہے ۔ جہاں تک زرمبادلہ کی فراہمی کا مسئلہ ہے اس میں حکومتوں کے ذرائع محدود ہوتے ہیں چنانچہ اس طرح ملک کی مالی استطاعت کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے یہ انتظامات حاجیوں کی غیرمحدود تعداد کے لئے ممکن نہیں اس لئے اس سلسلے میں کچھ پابندیاں ضروری ہو جاتی ہیں اور یوں ملک کا مالی استطاعت کا مسئلہ روز بروز اہم ہوتا جاتا ہے ۔

فقہا کے زمانے میں حج کا انتظام انفرادی ذمہ داری تھی تو استطاعت کی تعریف بھی فرد کے اعتبار سے کی جاتی تھی آج جب کہ انتظامات حج کی ذمہ داری اجتماعی ہے اور ملک کی حکومت کے ذمے ہے تو استطاعت کی تعریف کرتے وقت اس نئے زاویے کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے ۔ ظاہر ہے کسی ملک کی استطاعت کی تعریف اس کے ذرائع آمدنی اور زرمبادلہ کی فراہمی کی استطاعت کے اعتبار سے ہو گی ۔ چنانچہ جس طرح انفرادی سطح پر مالی استطاعت کا مفہوم یہ نہیں کہ انسان کے پاس صرف اتنا سرمایہ ہو کہ حج کے سفر پر جا سکے اور اس کے علاوہ گھر کے اور اہل و عیال کے اخراجات کے لئے سرمایہ نہ بچتا ہو اسی طرح کسی ملک کی مالی استطاعت کا بھی یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ حج کے انتظامات پر خرچ کرنے کے بعد اس کے پاس ملک کے دیگر

اخراجات کے لئے زرمبادلہ نہ بچے کسی ملک کی مالی استطاعت کی تعریف یہ ہو گی کہ زرمبادلہ کی ملکی ضروریات کے بعد جو زرمبادلہ بچتا ہو اس میں جتنے حاجیوں کے سفر حج کے انتظامات ممکن ہوں ان سے زیادہ کے بارے میں حکومت کچھ پابندیاں عائد کرنے پر مجبور ہو گی اور یہ پابندیاں انفرادی استطاعت حج کی تعریف پر بھی اثر انداز ہوں گی ۔

دوسری بات جو قابل غور ہے اس کا تعلق ہمارے تصور دین سے ہے ۔ ہم یوں تو بڑے شدومد سے کہتے ہیں کہ اسلام میں عیسائیت کی طرح کلیسا اور بادشاہ کی تفریق موجود نہیں لیکن اندیشہ یہ ہے کہ عیسائی استعمار کے دور میں یہ تفریق کسی نہ کسی طرح ہمارے اندازِ فکر اور طرز عمل میں داخل ہو چکی ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم فرائض دین اور واجبات حکومت میں واضح تفریق کرنے لگے ہیں حتی کہ ہم میں سے اکثر اول الذکر کی ادائیگی کے بعد مؤخرالذکر کی بجاآوری کو ضروری نہیں سمجھتے بلکہ مؤخر الذکر سے بچنے کی کوشش میں اکثر اول الذکر کی روح کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں ۔ سردست ہم اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتے ۔ تاہم اس طرز فکر کا حج کے فریضے پر جو اثر پڑتا ہے اس کی طرف اشارہ ضرور کرنا چاہتے ہیں ۔

حج کے انتظامات کے سلسلے میں حکومت مصالح عامہ کے پیش نظر کچھ قواعد وضع کرتی ہے ۔ لیکن اکثر لوگ ان کی پابندی کو نظرانداز کر دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ان قواعد کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہوتی (۴۰) مثلاً پاسپورٹ کے سلسلے میں غلط معلومات

مہیا کرتے ھیں ـ تندرستی کے جعلی سرٹیفکیٹ حاصل کـرتے ھیں ـ حج کے سلسلے میں جھوٹے حلفنامے داخل کرتے ھیں یا مختلف حـیلے اختیار کرتے ھیں ـ اپنی عمر کے بارے میں جھوٹ بولتے ھیں ، دوسری اور تیسری مـرتبـہ حج پر جانے کے لئے غلط بیانی سے کام لیتے ھیں ـ خواتین ایسے لوگوں کے نام محرم کے طـور پر درج کراتی ھیں جو شرعی طور پر ان کے محرم نہیں ھـوتے ـ یہ سب کچھ کرتے وقت لوگ یہ بھـول جـاتے ھیں کہ وہ محض حکومت کی پابندیوں کی خلاف ورزی نہیں کر رھے بلکہ دین کے بنیادی تصورات اور اصولوں کی مخالفت کے بھی مرتکب ھو رھے ھیں ـ

ضرورت اس بات کی ھے کہ ھم ان تبدیلیوں کو سامنے رکھتے ھوئے اپنے طرز فکر کا تجزیہ کریـں اور نئے تقاضـوں کی روشنـی میـں استطاعت کے مفہوم کا تعین کرنے کی کوشش کریں اس ضمن میں چند معروضات غور و فکر کے لئے پیش کی جاتی ھیں ـ

(۱) جسمانی استطاعت : ـ حاجیوں کی بڑھتی ھوئی تعداد کی وجہ سے مناسک حج کی ادائیگی ، تندرست و توانا لوگوں کے لئے بھی خاصی مشکل ھوتی جا رھی ھے کمزور اور بیمار لوگوں کے لئے تو اور بھی دقت طـلب ھے ـ اس ضمن میں اگر حکومتیں اپاھج ، معذور اور ضعیف لوگوں کو حج پر جانے سے منع کریں تو یہ استطاعت کے شرعی مفہوم کے عین مطابق ھو گا ـ

جسمانی استطاعت کے ضمن میں مریض کے لئے حج واجـب نہ ھـونے کے بارے میں فقہا نے کافی تفصیلی بحثیں کی ھیں ـ نئے تقاضوں کے تحت " مرض " کے مفہوم کو مزید وسعت دینا ضروری ھے ـ

اس میں حفظان صحت کے وسیع تر معـانی کو شامل کرنے کی ضرورت ھے ۔ تندرستی کی یہ تعریف کہ حج پر جانے والے چـلنے پھـرنے اور سـواری پر چڑھنے اُترنے کی قوت رکھتے ھوں کافی نہیں۔ ایسے مریض جو چل پھر سکتے ھوں لیکن اگر وہ متعدی امراض میں مبتلا ھوں لیکن اگر وہ ان سے دوسروں کے بیمار ھونے کا خطرہ ھو تو ان کو بھـی ایسے مریضوں میں شـمار کرنا ضروری ھے جن پر حج واجب نہـیں ھـوتا ۔ بلکـہ ایسے لوگ بھی جو حفظان صحت کے طریقوں کی پیروی نہ کرتے ھوں اور ان کی وجہ سے دیگر حاجیوں میں امراض پھیلنے کا خطرہ ھو ان پر بھی ایسی پابندیاں لگانا ضروری ھیں ۔

(۲) مـالی استطاعت :۔ اس ضمن میں سب سے اھم زرمبادلہ کا مسئلہ ھے ۔ اس کی اھمیت کا مختصراً ذکر ھو چکا ھے چنانچہ مذکورہ بالا حالات کی روشنی میں حکومت یہ طے کرنے کی مجاز ھے کہ ایک حاجی کے سفر حج اور قیام و طعام کے اخراجات کے لئے کتنا زرمبادلہ درکار ھو گا اور اس لحاظ سے مالی استطاعت کا مفہوم یہ ھو جائے گا کہ کسی کے پاس اپنے گھر کے اور اھل و عیال کے اخراجات کے علاوہ اس قدر رقم موجود ھے جس کا اندازہ حکومت نے کیا ھے تو اس پر حج فرض ھو گا ورنہ نہیں ۔

(۳) انتظامات کی استطاعت : حج کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے حکومتیں مختلف پابندیاں عـائد کرتی ھیں ۔ ان میں پاسپورٹ ، سـفـر کے کاغـذات ، مختلف درخـواستیـں ، حـلف نامے اور دستاویزات وغیرہ کی فراھمی شامل ھیں ان کا تمام تر مقصد حاجی

کے جان و مال کی حفاظت ہوتا ہے ۔ ان ہی کاغذات کی بنیاد پر حکومت باہر کی حکومتوں سے ضروری مراعات حاصل کرتی ہے ۔ ان انتظامات میں روز بروز وسعت ہوتی جا رہی ہے اور حاجیوں کی تعداد میں روز بروز اضافے کی وجہ سے ان پابندیوں میں اضافہ بھی ناگزیر ہے ۔ چونکہ یہ سارے انتظامات حاجیوں کی بہتری کے لئے ہیں اس لئے ان کی استعداد ، استطاعت کے مفہوم میں اسی طرح ضروری ہے جس طرح فقہا کے نزدیک ,, راستے کا امن ،، استطاعت کی شرط ہے ۔

ہم نے ان جدید مسائل کی طرف مختصراً اشارہ کر کے ان کی روشنی میں استطاعت کے مفہوم کے تعین کی ضرورت پر زور دیا ہے ۔ ان معروضات کے ذریعے ہم اسلامی دنیا کے علماء اور فقہا کی توجہ استطاعت حج کے ان نئے تقاضوں کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں ۔ تاکہ ان کو سامنے رکھتے ہوئے ان مشکلات کو دور کیا جا سکے جن کی وجہ سے خطرہ ہے کہ استطاعت کے مفہوم کا جزو بن کر وہ کہیں ان معانی کے نظر انداز کرنے کا موجب نہ بن جائیں جن کی وجہ سے حج کا متبرک و بامقصد فریضہ دوسرے مذاہب کے ,,مقدس سفروں ،، سے ممتاز ہے ۔

★ ★ ★

حوالہ جات و حواشی

۱ ۔ صحیح بخاری ۔ حصہ دوم (قاہرہ ، امیریہ ، ۱۳۱۱ ھ) ص ۱۳۳

۲ ۔ تفسیر حقانی ۔ جلد سوم (لاہور ، ۱۹۵۱ ء) ص ۳۲

۳ ۔ سورہ آل عمران : ۹۷

۴ ـ ابن منظور (لسان العرب ـ جلد ثامن (بیروت ، ۱۹۵٦) ص ۲۴۰) طوع کو کرہ کانقیض بیان کرتے ھیں ـ کلام عرب سے مثال دیتے ہوئے لکھتے ھیں جاء فلان طائعا مکرہ چنانچہ طوع ایسی اطاعت کے مفہوم کا حامل ہے جس میں مجبوری شامل نہ ہو ، ورنہ وہ طوع کے مفہوم سے خارج ہو جائے گا ـ

۵ ـ ابن منظور ، لسان العرب ، جلد ثامن (بیروت ، ۱۹۵٦) ص ۲۴۲

٦ ـ تاج العروس من جواهر القاموس ، ج ۵ ص ۲۴۴ ، ۲۴۵

۷ ـ المفردات فی غریب القرآن (کراچی کارخانہ تجارت کتب ۱۹٦۱ء) ص ۳۱۳

۸ ـ ابن جریرطبری جامع البیان عن تاویل آی القرآن (قاہرہ ، دارلمعارف ـ ت ـ ن) جزء ۷ ، ص ۳۷ ـ ۳۹

۹ ـ ایضاً ص ۳۸

۱۰ ـ ایضاً ص ۴۳

۱۱ ـ ایضاً ص ۴۳

۱۲ ـ امام شافعی ، احکام القرآن (قاہرہ ، ۱۹۵۱) جزء اول ص ۱۱۳

۱۳ ـ ابو بکر بن العربی ، احکام القرآن (قاہرہ ، ۱۹۵۷) ـ قسم اول ص ۲۸۸

۱۴ ـ طبری (محولہ بالا) ص ۳٦

۱۵ ـ بیضاوی ، تفسیر انوار التنزیل (استانبول ، عثمانیہ ، ۱۳۱۴ ھ) جزء اول ص ۲۲۱

۱٦ ـ ابن عربی (محولہ بالا) ص ۲۸۹

۱۷ ـ ابو بکر بیہقی ، السنن الکبریٰ (حیدر آباد ، ۱۳۵۰ ھ) ، ج ۴ ص ۳۲۷

۱۸ ـ ایضاً ص ۳۳۰

۱۹ ـ ابن ترکمانی ، حاشیہ سنن بیہقی (محولہ بالا) ص ۳۳۰

۲۰ ـ السنن الکبریٰ ، محولہ بالا ، ص ۳۲۷

۲۱ ـ طبری ، محولہ بالا ، ص ۴۲

۲۲ ـ ملاحظہ ہو طبری ص ۴۵ اور ابن عربی ص ۴۵ جنہوں نے ان „ اخبار " کو استدلال کے قابل نہیں پایا کیونکہ ان کی اسناد ضعیف ھیں ـ

۲۳ ـ مختصر ابن خلیل (باریز ، ۱۳۱۸ ھ) ص ۵۲ ـ

۲۴ ـ اصول فقہ میں سبب اور شرط میں یوں فرق کیا گیا ہے کہ السبب عبارۃ عماھو طریق الی الشئی من سلکہ وصل الیہ (سبب اس چیز کو کہتے ھیں جو کسی شے کا راستہ ہو کہ جو اس پر چلے اس چیز تک پہنچ جائے) اور شرط کی تعریف اس طرح کی گئی ہے : اسم لما یتعلق بہ الوجود دون الوجوب (اس چیز کا نام ہے جس سے کسی چیز کا وجود متعلق ہو نہ کہ وجوب ـ یعنی اس سے اس کے وجود کا وجوب متعلق نہ ہو اصول فقہ میں اس فرق کو واضح کرنے کے لئے مثال دی گئی ہے کہ نماز کے حکم (اقم الصلوۃ لدلوک الشمس) میں زوال شمس „ سبب " ہے ـ اور طہارت نماز کی شرط ہے ـ زکوۃ میں سال کا گذر جانا

سبب ہے اور نصاب شـرط ہے ۔ حج کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ اس میں بیت اللہ سبب ہے اور استطاعت شرط ہے ۔ اس اختلاف کا مطلب مختصراً یوں ہوا کہ جو لوگ استطاعت کے سبب ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک جب بھی استطاعت ہو گی حج ، فرض ہو جائے گا جب کہ دوسروں کے نزدیک حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے ۔

۲۵ ـ حطاب ـ مواهب الجليل شرح مختصر ابن خليل ج ۲ (قاهره : ۱۳۲۸ ھ) ص ۴۹۰ ومابعد

۲۶ ـ بداية المجتهد ، ج ۱ (قاهره ، ۱۹۶۹) ص ۳۳۰

۲۷ ـ حطاب ، محوله بالا ص ۵۰۳

۲۸ ـ التاج والاكليل ج ۲ ص ۴۹۸

۲۹ ـ ابن رشد ، بداية المجتهد محوله بالا ، ص ۳۳۱

۳۰ ـ حضرت فضل بن عباس سے روایت ہے کہ بنو خثعم کی ایک عـورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر سوال کیا : یا رسول اللہ میرے والد پر اللہ کی طرف سے حج فرض ہو گیا ہے لیکن وہ بہت بوڑھا ہے اور اونٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھ بھی نہیں سکتا ۔ رسول اللہ نے فرمایا : تم اس کی طرف سے حج کرو ۔

(جامع ترمذی ، کانپور ، مجیدی) ص ۱۲۳

۳۱ ـ شافعی ، الأم ، ج ۲ (قاهره ، ۱۳۲۱ ھ) ص ۹۶

۳۲ ـ ایضاً ، ص ۱۰۳

۳۳ ـ مغنی المحتاج ج ۱ ، ص ۴۶۳ (قاهره ، ۱۹۵۸)

۳۴ ـ فتح القدير ، (قاهره ، ۱۳۵۶ ھ) ج ۲ ، ص ۱۲۷ ـ اصول فقہ میں وجوب اور وجوب ادا میں فـرق کیا گیا ہے وجوب کا مطلب فعل کی ایسی حالت ہے کہ اس کا تارک فوراً مذمت کا مستحق ہو جاتا ہے اور وجوب ادا کا مطلب ہے کہ فعل تو واجب ہو گیا لیکن اگـر کوئی مانع موجود ہو تو اس کا تارک فوری طور پر مذمت اور سزا کا مستحق نہـیں ہو گا ۔ فعل کے وجـوب کی ایسی حالت کو وجـوب ادا کہتے ہیں ۔ لیکن فقہا کے نزدیک وجـوب ادا کے بغیر وجوب بےمعنی اور نامکمل ہے اس لئے وہ اس فرق کے قائل نہیں ۔

۳۵ ـ ایضاً

۳۶ـ ردالمحتار ، ج ۲ ، ص ۱۹۳

۳۷ ـ کاسانی ، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ، ج ۲ (قاهره ، ۱۳۳۸ ھ) ص ۱۲۱

۳۸ ـ فتاویٰ عالمگیری ترجمہ سید امیر علی ، جلد دوم (لکھنو ، نولکشور ، ۱۹۳۲) ، ص ۳۱

۳۹ ایضاً ص ۳۳

۴۰ ـ برصغیر پاک وہند میں انتظامات حج کی ذمہ داری کب سے حکومت نے سنبھالی ، اس کی تاریخ کا تعین مشکل ہے لیکن ۱۹۲۹ ء اور ۱۹۳۳ ء کے سفرناموں مـیں (مثلاً منشی امیر احمد کاکوروی کا سفر سعادت ، لکھنو ۱۹۳۲ ء اور خاموش فتح پوری کا مرقع حجاز ، آگرہ ، ۱۹۳۵ ء) قرنطینہ وغیرہ کی پابندیوں پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور ایسے واقعات نقل ہیں جن

میں حج پر جانے والے غلط بیانی سے کام لے کر تندرستی کے سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ھیں ۔ ان سے معلوم ہوتا ھے کہ حج کے ضمن میں حکومت کی طرف سے عائد پابندیوں کو مذھب میں دخل اندازی سمجھا جاتا تھا اور ان کی خلاف ورزی کو جرم خیال نہیں کیا جاتا تھا اس سلسلے میں سب سے اہم ایک فتوی ھے جو ۱۳۲۹ ھ سے ۱۳۳۲ ھ کے دوران پوچھا گیا ۔ سوال تھا ” اگر کوئی سلطنت اپنی مسلمان رعایا کے سفر حج پر جانے میں یہ شرط لگائے کہ ” جس شخص کے پاس صرف مکہ معظمہ تک پہنچنے کا کرایہ ہو اور وہاں سے واپسی کا خرچ اس کے پاس نہ ہو تو اس کو جہاز کا ٹکٹ نہ دیا جائے “ تو آیا یہ حکم بموجب شرع شریف کے جائز ھے یا نہیں اور ایسا حکم مسلمان کے مذہبی معاملات میں مداخلت سمجھا جائے گا یا نہیں اور آیت وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا میں مصارف واپسی کی استطاعت بھی داخل ھے یا نہیں ؟

مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی دیوبند نے اس کا جو جواب دیا وہ بےحد دلچسپ ھے اور اس تفریق کی غمازی کرتا ھے جس کا ہم ذکر کر رھے ھیں ۔ اس کو تسلیم کرتے ہوئے کہ واپسی کا کرایہ بھی استطاعت کے مفہوم میں شامل ھے مفتی صاحب اس کی تاویل کرتے ھیں اور حکومت کی جانب سے ایسی قیود اور پابندیوں کو مداخلت فی الدین قرار دیتے ہوئے فرماتے ھیں ” ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حج بیت اللہ کی فرضیت کے لئے اس قدر مال ہونا جو حاجی کی تمام ضروریات سفر و حضر کو کافی ہو شرط ھے ۔ مگر اس میں بھی تاویل تھی کہ مذھب اسلام میں مطلوب اور پسندیدہ یہ ھے کہ ھر ایک مسلمان غریب یا امیر حج ادا کرے اور ایک دفعہ پر بس نہ کرے ۔ غیرمذھب والے اور ناواقف گو اس عبادت کو وقعت کی نظر سے نہ دیکھیں اور مجنونانہ حرکت سمجھیں مگر وہ مسلمان جو اس حکم کے اغراض و مقاصد کو سمجھے ہوئے ھیں ان سے پوچھنا چاھیے کہ اس کی نظر میں حج بیت اللہ اسلام کے لئے کس قدر مہتم بالشان ، ضروری اور مفید و واجب التعمیل ھے ۔ اس حالت میں ادائے حج کے لئے ایسی قیدیں لگانا جس سے حاجیوں کو جانے میں تنگی پیش آئے یا غریبوں کا جانا بالکل موقوف یا کم ہو جائے بالیقین مذھبی مداخلت ھے اور اس آزادگی کے خلاف ھے جو گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے مذھب والوں کو دی گئی ھے ۔ پس مسلمان کو ان قیود کے ھٹانے کی کوشش کرنا اور گورنمنٹ سے درخواست کرنا فرض اسلام ھے “

(فتاوی دارالعلوم دیوبند مرتبہ مفتی محمد شفیع ، کراچی ، مکتبہ دارالاشاعت ت ۔ ن ص ۲۱۳)

انگریزوں کی حکومت کی مخالفت میں اس قسم کے فتویٰ کی مصلحت واضح طور پر سمجھ میں آتی ھے لیکن اس سے احکام شریعت کی ، اطاعت میں جو دوئی کا تصور اُبھرتا ھے اس کے اثرات اور نقصانات بہت دوررس ھیں چنانچہ اس کی شہادت ھمیں اسی زمانے کے ایک سفرنامے سے ملتی ھے ۔ مرقع حجاز (محولہ بالا ص ۲۷۹) کے مصنف اپنے ۸ شوال ۱۳۵۳ ھ کے روزنامچے میں لکھتے ھیں ۔ ” آج سنا گیا ھے کہ بہت سے ایرانی حاجی ریاض کے راستے سے پیدل آئے ھیں ۔ مفلس تھے اس لئے ملک الحجاز والنجد (نے اپنی موٹر لاریوں پر ان کو یہاں تک پہنچا دیا ھے ۔ حکومت حجاز نے بار بار اعلان کر دیا ھے کہ جس کے پاس چھ سات سو روپے کا ڈول نہ ہو وہ حج کا ارادہ نہ کرے کیونکہ اس پر فرض نہیں ۔ “